UNIVERSAL LIBRARY
OU_222761
UNIVERSAL LIBRARY

سلسلہ تصنیف　　　　جملہ حقوق محفوظ　　　　نمبر ۵

جامِ حسّانؔ

از

خادم اجمیری

ناشر

شعبۂ اشاعت معینی گدڑی شاھی انجمن جھالرہ اجمیر شریف

مجلد عـ۸/

غیر مجلد عـ۴/

Checked 1965

CHECKED 19[illegible]

۱۹۲۹ ھ

1952

۷۸۶

مطبوعہ بماہ جنوری سنہ ۱۹۴۷ء

دہلی

خادمی پریس

اجمیر شریف

Checked [illegible]

Checked 1969

معرفت دربار پریس اجمیر القدس

Checked 1975

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	۷۸۶	
۱	پیش لفظ	لا
۲	بندگی	ط
۳	نیاز	ی
۴	پنجتنؑ	ک
۵	حسینؑ	ل
۶	تعظیم و سلام بحضور رسالتمآب	۱
۷	تعظیم و سلام ببارگاہ نبوتؐ	۲
۸	تعظیم و سلام بجناب سید الاولیا	۳
۹	تعظیم و سلام بدرگاہ امام الاصفیا	۵
۱۰	تعظیم و سلام ببزم علی کرم اللہ وجہہ	۶
۱۱	تعظیم و سلام بدرگاہ مولائے کائنات	۷
۱۲	چہل بند خادم	۹
۱۳	علی در تشکیل لاثانی	۲۱
	سلام	
۱۴	حریم ذوالجلالی میں	۲۴
۱۵	بارگاہ امام عالیمقام میں سلام و تعظیم	۲۵
۱۶	اے سلامی مانگ لے شبیرؑ سے	۲۶
۱۷	در حسین کو دارالسلام کہتے ہیں	۲۷
۱۸	سلامی بارش انوار ہے باغ امامت میں	۲۸
۱۹	سلامی جہاں میں خزینہ ہمارا	۲۹
۲۰	اے سلامی جلوہ شبیرؑ سے	۳۰
۲۱	سلامی آتشکا صاحب ہوا جلوہ امامت کا	۳۱
۲۲	سلامی زندگی قرباں کر کے دشت غربت میں	۳۲
۲۳	در علی کا سلامی جو میں بھکاری ہوں	۳۳
۲۴	اے سلامی ماہ حیدر کا اوجالا ہو گیا	۳۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴	مجرئی حضرت شبیرؑ کا درباری ہوں	۳۵	۴۰	اے سلامی بزم امکاں میں جب آتے ہیں حسینؑ	۵۲
۲۵	سلامی فیض کی بارش ہے دربار امامت میں	۳۶		**سوز و قطعات وغیرہ**	
۲۶	سلامی جو غم شبیرؑ میں آنسو بہاتے ہیں (۱)	۳۷	۴۱	منزل شہادت	۵۴
۲۷	شاہ دیں کے غم میں جو آنسو نکالے جائینگے	۳۸	۴۲	قول رسول	۵۵
۲۸	ابن علیؑ کے غم میں آشفتہ سر رہے ہیں	۳۹	۴۳	فرمان رسول	۵۵
۲۹	سلامی جو غم شبیرؑ میں آنسو بہاتے ہیں (۲)	۴۰	۴۴	تضمین	۵۶
۳۰	سلامی غنچۂ دل کھل گیا آنسو بہانے سے	۴۱	۴۵	عبادت	۵۶
۳۱	سلامی جان ایماں ہیں محمد مصطفےٰ والے	۴۲	۴۶	ہجرت رسول	۵۷
۳۲	حسین ابن علی خیمے سے جب باہر نکلتے ہیں	۴۳	۴۷	دعاء	۵۷
۳۳	سلامی جس کو حاصل الفت شبیرؑ ہوتی ہے	۴۴	۴۸	سید الشہداءؑ کی رباعی کا ترجمہ	۵۸
۳۴	سلامی اقلیم حق کا سلطان حرم سے آیا ہے کربلا میں	۴۵	۴۹	تضمین	۵۸
۳۵	ہم سلامی یوں ہیں شاہ کربلا کے سامنے	۴۷	۵۰	روایات	۵۹
۳۶	اے سلامی دل شہید کربلا کے ساتھ ہے	۴۸	۵۱	ترجمہ رباعی خواجہ معین الدینؒ اجمیری (۱)	۶۱
۳۷	اے سلامی شاہ کی شمشیر سے	۴۹	۵۲	" " " (۲)	۶۱
۳۸	ہے ماہ علیؑ جو خزینہ ہمارا	۵۰	۵۳	رباعیات	۶۲
۳۹	در حسینؑ کو جنت مقام کہتے ہیں	۵۱	۵۴	اشتہارات وغیرہ	۶۴

پیش لفظ

کربلائے معلی کا واقعہ اسلام کی تاریخ میں جو اہمیت رکھتا ہے اس سے پورے طور پر روشناس ہونے کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم خلوص اور نیک نیتی سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آخر کس اصول کی خاطر ایک جابر، ظالم اور شقی دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان دی، تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ کوفہ کو روانہ ہوتے وقت آپ کا قصد کسی لڑائی یا جھگڑے کا نہیں تھا، اس کے ثبوت میں یہ دلیل کافی ہے کہ آپ کے ہمراہ مخدرات بھی تھیں اور یہی نہیں بلکہ کچھ نوعمر لڑکے اور ایک شیر خوار بچہ بھی ہمسفر تھا، اگر جنگ کا قصد ہوتا تو ظاہر ہے کہ مخدرات اور بچے شریک کارواں نہ ہوتے، کوفہ پہونچکر حضرت امام عالی مقام کو علم ہوتا ہے کہ کوفیوں کے خیالات بدل گئے ہیں اور وہ جنگ پر تلے ہوئے ہیں، یزید یہ چاہتا تھا کہ سیدالشہدا، میری بیعت قبول فرمالیں۔ حضور کے پاس پیغام آتے ہیں کہ اگر حضور یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو انکو کوئی نقصان نہیں پہونچیگا، ورنہ انکار کی صورت میں تنہا آپ کی ہی جان کا خطرہ نہیں ہے بلکہ اہلبیت کی نسل تک کا وجود بھی معرض خطر میں ہے اور مخدرات کی عظمت اور عزت بھی۔ اس مقام کی نزاکت کو ماہرین نفسیات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، جان اور عزت انسان کو کتنی عزیز ہوتی ہے اور انسان کا اپنی اولاد سے کس قدر فطری لگاؤ اور وابستگی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ سیدالشہدا اپنی جان کے ڈر سے حق پرستی کو بالائے طاق رکھدیں اور ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلیں کہ جس سے ظاہری طور پر سوائے تخریب اسلام اور کوئی توقع نہیں؟ کیا وہ جان کی خاطر حق شناسی حق بینی۔ حق پرستی اور حق نمائی کو فراموش کردیں، یہاں پر ایک بنیادی اصول کی تلاش ہے، کیا جان کی خاطر خدا اور خدائی قانون کو

فراموش کیا جا سکتا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو جان کو قربان ہی کر دینا بہتر ہے۔ ؏ جان جاتی ہے تو جائے کیا ہے غم ہے۔ جو لوگ حق کے خلاف ہیں ان سے مزور بالضرور جنگ کی جائے اگرچہ اس راستہ میں اپنی اور اپنے تمام عزیز و اقربا کی جان جانا ایک لازمی نتیجہ نظر آرہا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے میں کچھ ایسے شدائد بھی رونما ہیں کہ جس کے مقابلہ میں موت کی تکلیف کسی شمار میں نہیں آتی، مثلاً کربلا کی اس سرزمین میں کہ جہاں گرمی کے زمانہ میں کسی جاندار کا آدھ گھنٹہ ٹھہرنا ممکن ہے، اہلبیت جس میں عورتیں، لڑکے جوان، بوڑھے سب ہی شامل ہیں تین دن سے بغیر کسی آب و دانہ کے پڑے ہیں اور ایک ایک فرد (بچے بھی، لڑکے بھی، جوان بھی) آنکھ کے سامنے شہید ہو رہا ہے۔

میرے خیال میں سید الشہدا کا یہ عزم بالجزم صرف شریعت ظاہری کے تحت ہی میں نہ تھا بلکہ سلوک اور طریقت کے اعلیٰ ترین مدارج کے زیر اثر و توع میں آیا، اس عمل میں عشق باری تعالےٰ کی اس سرمستی اور بیخودی کا ترشح ہو رہا ہے کہ جس کا ادراک حد ادراک سے کہیں ماوراء ہے معصوم مظلوم، امام تمام مصائب، اور جور و ستم صرف اسی لئے برداشت کر رہے ہیں کہ ان کو رضائے حق مقصود ہے اور وہ ہر حال میں راضی برضا ہیں ؏ وہ شکوہ کرنا کیا جلنے وہ ناز اٹھانیوالا ہے:۔ وہ صبر و رضا کی ان بلند منازل پر ہے کہ جہاں رضائے حق خود اس کی رضا ہے اور تقدیر الٰہی خود اس کی قدر کی ہوئی تقدیر ہے، اس مقام کو الفاظ میں لانے کی کوشش کرنا سعی لا حاصل ہے بطور مجمل اشارہ کر دینا کافی ہے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اس بلند مقام میں کیا کس طرح خوف و ہراس یا شکوہ شکایت یا گریہ وزاری یا رنج و ملال کی گنجائش ہے اس سوال کا جواب صاف ہے اور وہ نفی میں ہے۔

لیکن مسلم قوم کی کم نظری اور کم نگاہی دیکھئے کہ انھوں نے اس عظیم ترین واقعہ کربلا کے سوائے

شور وشین اور گریہ وزاری کے اور کچھ بھی روح نواز سامان مہیا نہیں کیا۔ میر۔ انیس اور دبیر کے زمانہ سے لے کر آجتک سوز دیکھئے سلام دیکھئے مراثی دیکھئے ان سب میں سوائے آہ وبکا کے اور کچھ بھی سامان تسکین روح میسر نہیں ہے، امام عالی مقام اور اہل بیت کے مصائب کربلا اشعار میں نظم کئے جاتے ہیں، اور اس طرح پیش کئے جاتے ہیں کہ نعوذ باللہ امام عالی مقام تو درکنار اس قسم کا ہراس وخوف اور آہ وبکا اگر کسی معمولی انسان کی طرف بھی منسوب کیا جائے تو اس کو شرم آئے اور ان اشعار کو اپنے لئے بجائے مدح کے ہجو اور مذمت سمجھے۔ مگر باایں ہمہ شعراء نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی اور یہ پرانا شعر گوئی کا طریقہ اب تک چلا آرہا ہے۔

مجھکو حضرت خادم مرادآبادی ثم الاجمیری کے اس موجودہ انتخاب الموسوم بہ "جام حسین" کو دیکھکر بے حد مسرت ہے کہ اس میں پرانے رویہ سے قطعی طور پر گریز کیا گیا ہے، شروع سے لیکر آخر تک پورا انتخاب پڑھ جائے ایک لفظ بین یا آہ وزاری سے آمیختہ نہ ملیگا اور نہ یہاں پر امام عالی مقام کی فریاد وبکا کا کہیں ذکر ہے مگر باایں ہمہ نہ جانے کس غضب کا اثر ہے کہ دل بے چین ہوجاتا ہے، شعر کیا ہیں عشق آل نبوی کے فروزاں شعلے ہیں جو سننے والے کو خاکستر بنا سکتے ہیں، پورے انتخاب میں شروع سے آخر تک مجھ کو باوجود تلاش ایک ایسا لفظ نہ ملا جو شہداء کی شان کے شایاں نہ ہو۔

مجھکو بے حد مسرت ہے کہ اس انتخاب میں ادب اور مذہب دونوں کی ایک نئی طرح سے تجدید کی گئی ہے۔

حنفی العقیدہ چشتی المسلک

مذہبی لحاظ سے یہ تجدید اس طرح ظہور پذیر ہے کہ حضرت خادم حنفی النسل اور حنفی مذہب ہیں اور نہ صرف برائے گفتن آل حسین سے ہیں بلکہ آل نبوی اور آل حسین سے اس قدر عشق بھی رکھتے ہیں کہ جس کی مثال کسی اور حلقہ میں مشکل سے بھی نہ ملے گی۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ ہم لوگوں

سے آپس میں جھگڑے کرنے کے لئے اس قدر سبب پیدا کر لئے ہیں کہ خلوص اور نیک نیتی سے کسی بات پر غور و فکر نہیں کر سکتے، غور کرنے کی بات ہے کہ اگر کوئی مسلمان صحیح معنی میں رسالت مآب سے وابستہ ہے تو وہ آل نبوی کی محبت سے کس طرح منکر ہو سکتا ہے، اقبال نے سچ کہا ہے سے

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبیست ہی است

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کے مفہوم اور جس کی وسعت سے اکثر تنگ نظر حضرات ابھی تک نا آشنا ہیں۔

ڈاکٹر عشرت انور
ایم اے، ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

اجمیر
۲۲ دسمبر ۴۶ء

بندگی

مجھ سے اس خادم کا ہے الفتِ آلِ حسین
بندگی کو شان مولا کی دکھائی دینِ حسین
ہاتھ پھیلائے سر در بابِ حاضر ہے گدا
کشتیِ دل میں درِ مقصد عطائے دینِ حسین

خادم

(۲)

بندگی کو دامنِ رحمت میں لے آئے حسین
شان بندگی کو سخاوت کی دکھائی دینِ حسین
آ گئے قدموں میں آپ کے عالم کی کائنات
دامنِ دل میں اگل مقصد عطائے دینِ حسین

خادم

دسمبر ۱۹۲۶ء

نیاز

مدح گوئی کا کہاں مقدور ہے
بھیجوں کا تسکین ہی یاں دستور ہے
ایسی کاوش ان ارفع ہے تحسین
جب کہ عالی ہمتی یاں مجبور ہے

خادم

دسمبر ۱۹۲۶ء

پنجتنؑ

ہوا جب پسندیدۂ ذو الجلال
مری بے مثالی ہوا پی مثال
عطا کر کے یکتائی لازوال
کیا پانچ صورت سے ظاہر کمال

علیؑ فاطمہؑ و حسینؑ و حسنؑ
بذاتِ محمدؐ ہوئے پنجتنؑ

(۲)

ہوا جب یہ منظور شانِ کمال
مرے خلق کی ہو جہاں میں مثال
عطا کر کے اوصافِ قہر و جمال
کیا پانچ اشخاص کو خوش خصال

علیؑ فاطمہؑ و حسینؑ و حسنؑ
با وصافِ احمدؐ ہوئے پنجتنؑ

حسینؑ

زندگی کا پہلا شکر سکو ب اکبر سے
جو اُس نے پلا تھا کسی کو دو اور سے
پتہ حسین جدا ہے کیا کیا ہے سے
کہہ یہ نو محبت و نے ذبح اکبر سے

حسینؑ عالمِ امکاں میں لاجواب ہے تو
ہماری ساری خدائی میں انتخاب ہے تو

خادم

دسمبر ۱۹۴۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

تعظیم وسلام

بحضور رسالتمآب

صد سلام از عاشق آشفتہ سر ۔۔۔ بر رواں و روح آں خیر البشر
صد سلام از داغہائے دلنشیں ۔۔۔ پیش آرام دل اندوہگیں
صد سلام از جانب جاں حزیں ۔۔۔ پیش آں محبوب رب العلمیں
صد سلام از جانب دردنہاں ۔۔۔ پیش آں آرام جاں عاشقاں

صد سلام از خادم اندوہگیں
پیشِ جسم و جانِ ختم المرسلیں

سنہ ۱۹۳۰ء

تعظیم و سلام بہ بارگاہِ نبوت

از:۔ خادم

سید المرسلیں پر درود و سلام
شاہ دنیا و دیں پر درود و سلام
خاتم الانبیا پر درود و سلام
سرور اولیا پر درود و سلام
حامیٔ بیکساں پر درود و سلام
رحمتِ دو جہاں پر درود و سلام
ہادیٔ اتقیا پر درود و سلام
رہبر اصفیا پر درود و سلام

مرسلِ باصفا پر درود و سلام
احمدِ حق نما پر درود و سلام

سنہ ۱۹۳۵ء

تعظیم و سلام بجناب سید الاولیا

کعبۂ اصفیا سلام علیک — قبلۂ اتقیا سلام علیک
سیّد الاولیا سلام علیک — وارث انبیا سلام علیک
یا وصی یا ولی سلام علیک
یا علیؑ یا علیؑ سلام علیک
کعبۂ عارفاں سلام علیک — قبلۂ عاشقاں سلام علیک
سرورِ عابداں سلام علیک — رہبرِ کاملاں سلام علیک
یا وصی یا ولی سلام علیک
یا علیؑ یا علیؑ سلام علیک
دستگیرِ جہاں سلام علیک — حامیٔ بیکساں سلام علیک
مونسِ انس و جاں سلام علیک — مشفقِ بیکراں سلام علیک

یا وصی یا ولی سلام علیک
یا علی یا علی سلام علیک

نور راہ خدا سلام علیک
مہر رب العلا سلام علیک
جانِ خیر الوریٰ سلام علیک
نائبِ مصطفےٰ سلام علیک

یا وصی یا ولی سلام علیک
یا علی یا علی سلام علیک

بحر لطف و عطا سلام علیک
کان جود و سخا سلام علیک
شاہ مشکل کشا سلام علیک
خلق کے ناخدا سلام علیک

یا وصی یا ولی سلام علیک
یا علی یا علی سلام علیک

مقصدِ زاہداں سلام علیک
منزلِ رہبراں سلام علیک
مالک خادماں سلام علیک
پیشوائے جہاں سلام علیک

یا وصی یا ولی سلام علیک
یا علی یا علی سلام علیک

تعظیم و سلام

بدرگاہ امام الاصفیا

اسلام اے خونِ شاہ دوسرا — اسلام اے لحم فخر انبیاء
اسلام اے جانِ فخر الاولین — اسلام اے نفسِ ختم المرسلین
اسلام اے فرقِ شاہ انبیا — اسلام اے نورِ محبوبِ خدا
اسلام آقا و مولائے جہاں — اسلام اے واقفِ سرِ نہاں
اسلام اے سیفِ ربِ دوسرا — اسلام اے دستِ پاکِ کبریا
اسلام اے حامئ دینِ متین — اسلام اے شیرِ ربِ العلمین

اسلام اے کعبۂ خادم نواز
اسلام اے قبلۂ ملکِ مجاز

تعظیم و سلام

بہ بزم علی کرم اللہ وجہہ

سلامٌ بہ دربارِ مولائے عالم
سلامٌ بہ بزمِ علی المعظم
سلامٌ بہ بابِ علوم محمدؐ
سلامٌ بہ سرچشمۂ فیض سرمد
سلامٌ بہ تمثیلِ ہارونِ اکبر
سلامٌ بمثلِ مسیحائے برتر
سلامٌ بحلمِ خلیلِ معظم
سلامٌ بوصفِ علی المکرم

سلامٌ علیٰ آلِ یاسینِ اطہر
سلامٌ بہ حیدرؑ و اولادِ حیدرؑ

تعظیم و سلام

بدرگاہِ مولائے کائنات

سلام اسپر جو علم معرفت کا مہر انور ہے
سلام اُسپر کہ جو راہِ بقا میں سب کا رہبر ہے
سلام اسپر جو بزم اصفیا میں سب سے بہتر ہے
سلام اسپر جو سارے اولیا کا ایک سرور ہے

سلام اسپر کہ جس سے روشنی پھیلی ولایت کی
سلام اسپر کہ جس سے شان و شوکت ہے امامت کی

سلام اسپر کہ جس نے باب خیبر کا اٹھایا ہے
سلام اسپر کہ جس نے مرحب کا مٹایا ہے
سلام اسپر کہ جو جنگ احد میں کام آیا ہے
سلام اسپر ہمیشہ جو پیام فتح لایا ہے

سلام اسپر کہ جو کرار ہے دشت شجاعت میں
سلام اُسپر کہ جو جرار ہے حق کی حمایت میں

سلام اُسپر کہ جو ایمان سب سے پیشتر لایا
سلام اسپر نبی سے جس نے مولا کا لقب پایا
سلام اسپر نبی نے جس کو اپنا نفس فرمایا
سلام اسپر کتاب حق میں جس کا تذکرہ آیا

سلام اسپر کہ جس نے رتبہ اعلیٰ جلی پایا
سلام اسپر کہ جس نے نام عالم میں علیؑ پایا

سلام اسپر کہ جس نے دین کے نیّر کو چمکایا
سلام اسپر کہ جس کے واسطے خورشید لوٹ آیا
سلام اسپر نبی نے جس کو اپنی جان فرمایا
سلام اسپر کہ جو مشکل کشائے خلق کہلایا

سلام اسپر کہ جس نے بیکسوں کی چارہ سازی کی
سلام اسپر کہ جو بندہ تھا اور بندہ نوازی کی

سلام اسپر کہ جو اللہ کے گھر میں ہوا پیدا
سلام اسپر نبی نے اپنے گھر میں جسکو ہے پالا
سلام اسپر کہ جس نے آنکھ کھولی تو نبی دیکھا
سلام اسپر نبی نے جسکی پیشانی کو ہے چوما

سلام اسپر جو سردار جہاں کو سب سے پیارا ہے
سلام اسپر جو خادم ساری امّت کا سہارا ہے

چہل بند خادم

(الف) مناقب علی کرم اللہ وجہہ

علیؑ خدا و محمدؐ کو سب سے پیارا ہے
علیؑ سے محفلِ کونین کو سہارا ہے
علیؑ نے گلشنِ محبوبیت سنوارا ہے
علیؑ کا عشق ہر اک گل سے آشکارا ہے
علیؑ ازل سے ہیں جان و دل سے پیارے ہیں
علیؑ کے ہم ہیں علی مرتضیٰ ہمارے ہیں

علیؑ عنایت و بخشش میں دستِ قدرت ہے
علیؑ عطا و سخاوت میں گنجِ رحمت ہے
علیؑ کے در کی بھکاری تمام خلقت ہے
علیؑ کے فیض کی دونوں جہاں میں شہرت ہے
علیؑ کا ہاتھ ہے دستِ خدا سخاوت میں
علیؑ کی دین ہے رب کی عطا حقیقت میں

علیؑ شکستہ دلوں کیلئے سہارے ہیں　　علیؑ نے بگڑے مقدر بہت سنوارے ہیں
علیؑ نے فیض رسانی میں دن گذارے ہیں　　علیؑ سے بخشش و اکرام کے نظارے ہیں

علیؑ عطا و سخا میں بڑا نرالا ہے
علیؑ سے دین محمدؐ کا بول بالا ہے

علیؑ خدا کی تجلی علیؑ نبیؐ کا جمال　　علیؑ فروغِ محمدؐ علیؑ خدا کا کمال
علیؑ کا مرتبہ بالا ز حدِ وہم و خیال　　علیؑ خدا کے خدائی علیؑ کا مال و منال

علیؑ تمام خدا والوں کے سہارے ہیں
جو بحرِ غم میں ہیں انکے لئے کنارے ہیں

علیؑ دلیلِ محمدؐ علیؑ بیانِ خدا　　علیؑ ظہورِ محمدؐ علیؑ نشانِ خدا
علیؑ جمالِ محمدؐ علی قرآنِ خدا　　علیؑ کلام محمدؐ علیؑ لسانِ خدا

علیؑ کے منہ میں نبیؐ کی زبان رہتی ہے
علیؑ وہ کہتا ہے جو مصطفٰےؐ کی مرضی ہے

علیؑ وہ بندہ ہے جسپر نثار قدرت ہے　　علیؑ وہ مولا ہے جسکی غلام خلقت ہے
علیؑ وہ فرد ہے جو رازدارِ وحدت ہے　　علیؑ وہ کل ہے کہ جس سے ظہورِ کثرت ہے

علیؑ وہ یکتا ہے جس کی کہیں مثال نہیں
علیؑ وہ بدر ہے جس کو کبھی زوال نہیں

علیؑ کا علم ہے آدم کے علم کی تمثیل — علیؑ ہیں عدل میں ایسے کہ جیسے نوحؑ جلیل
علیؑ کا حلم ہے ایسا کہ جیسا حلمِ خلیلؑ — علیؑ جہاں میں یوسفؑ سے ہیں شکیل و جمیل

نبیؐ کے بعد فضیلت میں مرتضیٰؑ یوں ہیں
کہ جیسے موسیٰؑ عمران کے بعد ہارونؑ ہیں

علیؑ پہ سایہ فگن نور بھی ہے رحمت بھی — علیؑ کے زیر قدم فتح بھی ہے نصرت بھی
علیؑ کے پیچھے امامت بھی ہے ولایت بھی — علیؑ کے سامنے وحدت بھی ہے رسالت بھی

کسی نے مولا سا کب اکتساب فضل کیا
نبیؐ نے عین حقیقت میں انکو وصل کیا

علیؑ سے جلوہ توحید کا نظارہ ہے — علیؑ سے قوت اسلام کو سہارا ہے
علیؑ لوائے محمدؐ کا چاند تارا ہے — علیؑ کا نور دو عالم میں آشکارا ہے

علیؑ سراج خداوندی کا اوجالا ہیں
علیؑ وہ اعلیٰ ہیں جو برتروں سے بالا ہیں

زہے زلالِ محمدؐ زہے زبانِ علیؓ   زہے زبانِ محمدؐ زہے دہانِ علیؓ

زہے مکانِ محمدؐ زہے نشانِ علیؓ   زہے جمالِ محمدؐ زہے قرآنِ علیؓ

علیؑ وہ پیارا ہے جو مصطفےٰ کا پیارا ہے

علیؑ کے ماتھے کو اکثر نبیؐ نے چوما ہے

علیؓ کے باب میں اکثر نبیؐ پہ آئی وحی   علیؑ کے واسطے فرمایا دمک دمی

علیؓ ہے سارے وصیوں میں بہترین وصی   علیؓ ہے احمدِ مرسل کا دو جہاں میں اخی

جہاں میں جیسے نبیؐ خاتمِ رسالت ہیں

اسی طرح سے علیؑ خاتمِ خلافت ہیں

علیؓ کے ہاتھ میں سرمایۂ ولایت ہے   علیؑ کے قدموں میں گنجینۂ کرامت ہے

علیؓ کے زیرِ نگیں مسندِ خلافت ہے   علیؑ کی مِلک خدا کی ہر ایک نعمت ہے

علیؑ کے سایہ میں جو آگئے وہ بے غم ہیں

علیؑ ہر ایک مصیبت زدہ کے ہمدم ہیں

علیؓ کا بیت حرم مخزنِ شرافت ہے   علیؑ کا نقشِ قدم کعبۂ امامت ہے

علیؓ کا ہر عمل اللہ کی عبادت ہے   علیؑ کی مِلک میں ساری خدا کی خلقت ہے

علیؑ وہ بندے ہیں جو کل جہاں کے مولا ہیں
علیؑ وہ مولا ہیں جو دو جہاں میں یکتا ہیں

علیؑ کی زوجہ رسولؐ خدا کی دختر ہے — علیؑ کا بھائی بفضل خدا پیمبرؐ ہے
علیؑ کا بیٹا وہ ہے جو شہید اکبر ہے — علیؑ کا دوست خدا بزرگ و برتر ہے

علیؑ کا مرتبہ کوئی جہاں میں کیا جانے
علیؑ کو سرورِ دیں جانے یا خدا جانے

علیؑ کے در سے ہمیشہ ہوا فقیر نہال — علیؑ نے دور کیا بیکسی کا رنج و ملال
علیؑ کے سامنے پھیلایا جس نے دستِ سوال — علیؑ نے کر دیا اوس بینوا کو مالا مال

نماز میں بھی سخاوت علیؑ کی جاری ہے
قرآن پاک میں شاہد جناب باری ہے

علیؑ کی ملک میں دونوں جہاں کی کشور ہے — علیؑ کے گنج میں عرفانِ رب اکبر ہے
علیؑ کا تخت رسولِ خدا کا بستر ہے — علیؑ کا تاج شہ دیں کا دستِ اطہر ہے

علیؑ کے جھنڈے کے سائے میں دونوں عالم ہیں
علیؑ بروز قیامت شفیق اعظم ہیں

علیؑ ہیں عکسِ محمدؐ رفیقِ اعظم ہیں
علیؑ ہیں نفسِ محمدؐ جہاںؑ کے ہمدم ہیں
علیؑ ہیں جان محمدؐ حیاتِ عالم ہیں
علیؑ ہیں روحِ محمدؐ روانِ آدم ہیں

علیؑ کی طرح سے کوئی شریکِ حال نہیں
علیؑ کے فیضِ اتم کی کہیں مثال نہیں

علیؑ کا لطف خدا و نبیؐ کی شفقت ہے
علیؑ کی مہر خدا و نبیؐ کی الفت ہے
علیؑ سے انس خدا و نبیؐ کی سنت ہے
علیؑ کی دید خدا و نبیؐ کی رویت ہے

خدا کا جلوۂ اکمل ہے ذات سرورؐ کی
نبیؐ کا عکس مکمل ہے ذات حیدرؑ کی

علیؑ کا گھر ہے وہی جو رسولؐ کا گھر ہے
علیؑ کا در ہے وہی جو رسولؐ کا در ہے
نبیؐ کا خون وہی ہے جو خونِ صفدرؑ ہے
نبیؐ کا نور وہی ہے جو نورِ حیدرؑ ہے

علیؑ و شاہِ امم ایک جان دو قالب ہیں
یہ دو جو ایک ہیں دونوں جہاں پہ غالب ہیں

علیؑ میں عشق بھی ہے شانِ دلبری بھی ہے
علیؑ سے زینتِ کل فیضِ سرمدی بھی ہے
علیؑ خدا کا ولی شاہ کا وصی بھی ہے
علیؑ پہ رحمتِ حق شفقتِ نبیؐ بھی ہے

علیؑ حبیب ہے رب کا نبیؐ کا بھائی بھی
علیؑ کے ہاتھ میں امت بھی ہے خدائی بھی

علیؑ ہیں خضرؑ نما راستہ بتانے میں — علیؑ کلیم ہیں رب کا سخن سنانے میں
علیؑ خلیلؑ سے ہیں بتکدے ڈھانے میں — علیؑ ہیں عیسیٰؑ و ہاروںؑ صفت زمانے میں

خدا کے گھر میں جو پیدا ہوا علیؑ وہ ہے
نبیؐ کے گھر میں جو پالا گیا علیؑ وہ ہے

علیؑ مرتضیٰ ماوائے اہل عرفاں ہیں — علیؑ حق نما ملجائے بزم امکاں ہیں
علیؑ کے نور سے سینوں میں دل درخشاں ہیں — علیؑ کے نور سے دونوں جہان تاباں ہیں

علیؑ وہ کعبہ ہے جس کا طواف لازم ہے
علیؑ وہ قبلہ ہے جس کا ہر ایک خادم ہے

(ب) علم علی کرم اللہ وجہہ

علیؑ کا جھنڈا نشان ہے قلعۂ نبوت کا — علیؑ کا جھنڈا ہے پرچم خدا کی وحدت کا
علیؑ کا جھنڈا پتہ ہے نبیؐ کی امت کا — علیؑ کا جھنڈا ہی ضامن ہے فتح و نصرت کا

جہاں فتح کا سردار ہے علیؑ کا علم
نبیؐ کی ملک کا اظہار ہے علیؑ کا علم

علیؑ نے دین نبیؐ کا علم اوٹھایا ہے — علیؑ نے غزووں میں احمد سے جھنڈا پایا ہے
علیؑ کا جھنڈا سدا فتحیاب آیا ہے — علیؑ نے دین کا ڈنکا سدا بجایا ہے

علیؑ کے جھنڈے سے اعزاز ہے نبوت کا
علیؑ کے جھنڈے سے ہے بول بالا وحدت کا

---

(۳) تیغ علی کرم اللہ وجہہ

علیؑ کی تیغ میں کفار کی ہلاکت ہے — علیؑ کی تیغ میں اللہ کی جلالت ہے
علیؑ کی تیغ محب کیلئے حمایت ہے — علیؑ کی تیغ عدو کے لئے قیامت ہے

علیؑ کی تیغ میں سم بھی ہے آب حیواں بھی
علیؑ کی تیغ میں دوزخ بھی ہے گلستاں بھی

علیؑ کی تیغ نے کی دور ظلمت اصنام — علیؑ کی تیغ کے ہاتھ آیا دین حق کا پیام
علیؑ کی تیغ نے ظاہر کیا خدا کا نام — علیؑ کی تیغ نے روشن کیا رخ اسلام

علیؑ کی تیغ جو چمکی ظہور نور ہوا
ہر ایک ذرہ جہاں کا مثال طور ہوا

علیؑ ہے چرخ شجاعت پہ مثل بدر کمال — علیؑ ہے حیدر کرار بے عدیل و مثال
علیؑ ہے غیظ خدا کا علیؑ خدا کا جلال — علیؑ کے سامنے آئے کوئی یہ کسکی مجال

علیؑ کی تیغ سے کس نے امان پائی ہے
علیؑ کی تیغ کی کونین میں دہائی ہے

علیؑ کی تیغ سے غیروں کی جان جاتی ہے — علیؑ کی تیغ سے اپنوں میں جان آتی ہے
علیؑ کی تیغ گلے سے جسے لگاتی ہے — اوسے ہمیشہ نہ خاک ہی سلاتی ہے

علیؑ کی تیغ ہمیشہ ہے سرخرو رن میں
علیؑ کی تیغ نے پایا شباب بچپن میں

(د) نعرۂ علی کرم اللہ وجہٗ

علیؑ کا نعرہ سر عرش اعلیٰ جاتا ہے — علیؑ کا نعرہ بلندی حق جتاتا ہے
علیؑ کا نعرہ زمین و زماں ہلاتا ہے — علیؑ کا نعرہ ظفر کا پیام لاتا ہے

علیؑ کے نعرے نے کلمے سدا پڑھائے ہیں
علیؑ کے نعرے پہ ایماں ہزاروں لائے ہیں
علیؑ کے نعرے میں مشکل کشائی کی ہے ادا — علیؑ کے نعرے میں امداد غیب کی ہے ندا
علیؑ کا نعرہ ہے مشکل کے وقت عقدہ کشا — علیؑ کے نعرے میں پیغام فتح کی ہے صدا
علیؑ کے نعرے سے تیغ دو دم دوبالا ہے
علیؑ کے نعرے نے افواج کو سنبھالا ہے
علیؑ کے نعرے سے روشن ہے دینِ حق کی فضا — علیؑ کا نعرہ ہے خورشید بہر اہل صفا
علیؑ کا نعرہ ہے مرعوب شاہ ہر دوسرا — علیؑ کا نعرہ خدا کی قسم ہے صوت خدا
علیؑ کے نعرے کو معراج والے جانتے ہیں
علیؑ کی صوت کو آواز حق کی مانتے ہیں
علیؑ کے نعرے نے خیبر کا در ہلایا ہے — علیؑ کے نعرے سے مرحب بھی تھرتھرایا ہے
علیؑ کے نعرے نے کفار کو بھگایا ہے — علیؑ کے نعرے نے اسلام کو بڑھایا ہے
علیؑ کے نعرے میں ہیں بجلیاں شجاعت کی
علیؑ کے نعرے میں آواز ہے جلالت کی

علیؑ کے نعرے نے اپنوں کے دل بڑھا ہیں — علیؑ کے نعرے نے غیروں کے دل ہلائے ہیں
علیؑ کے نعرے نے صد ہا جری بنائے ہیں — علیؑ کے نعرے نے لاکھوں غرور ڈھائے ہیں

علیؑ کے نعرے میں ہے شان کبریائی کی
علیؑ کے نعرے نے میدان میں خدائی کی

علیؑ کا نعرہ ہے خورشید لطف و ماہ عطا — علیؑ کے نعرے سے روشن ہے آسمان سخا
زباں پہ جب کسی بیکس کے یا علیؑ آیا — مدد کو آ گئے اوس بینوا کی شیر خدا

علیؑ کا نام ہی مشکل کشائے عالم ہے
علیؑ ہیں مشفق اعظم تو نام ہمدم ہے

علیؑ کے نعرے سے گہ نور کا ظہور رہا — علیؑ کے نعرے سے گہ شعلہ بار طور رہا
علیؑ کے نعرے سے گہ ما نند شور صور رہا — علیؑ کے نعرے سے گہ لرزہ دور دور رہا

علیؑ کا نعرہ جو گونجا تو شور محشر تھا
علیؑ کا نعرہ جو ٹھیرا تو روئے حیدر تھا

علیؑ کے نام کا نعرہ ہے نیک سیرت کا — علیؑ کے نام کا نعرہ ہے پاک طینت کا
علی کے نام کا نعرہ ہے اہل طاعت کا — علیؑ کے نام کا نعرہ ہے اہل الفت کا

علیؑ علیؑ کی صفت دل کی بیکلی سے پوچھ
علیؑ کے نام کی تاثیر ہر ولی سے پوچھ

(۵) علیؑ فتح خیبر کے بعد

یہ ایک واقعہ خیبر میں رونما یوں ہوا
بوقت عصر جو آرام مصطفےٰؐ نے کیا
علیؑ کے زانوں پہ سر اپنا مجتبےٰؐ نے رکھا
پھر اسکے بعد وحی کا نزول ہونے لگا
رہے جو حضرت مولا نبیؐ کی خدمت میں
نمازِ عصر قضا ہو گئی اطاعت میں
نماز فرض قضا ہونے کا ملال ہوا
علیؑ کے صدمے سے شاہِ امم کو صدمہ ہوا
خدائے پاک سے کی جو رسولِ حق نے دعا
تو ذوالجلال والاکرام نے یہ حکم دیا
ابھی ہو واپسی خیبر کی سمت نیر کی
ادا نماز ہو بروقت تاکہ حیدرؑ کی
بحکم رب جہاں جبکہ مہر لوٹ آیا
قضا نماز جو تھی وہ ہوئی ادا سے سوا
یہ اس ادا میں قضا و قدر کا منشا تھا
کہ دو جہان میں روشن ہو رتبہ مولا کا

ابوالحسن ہیں ابوالوقت سب پہ کھل جائے
نماز جانے کا صدمہ بھی دل سے ڈھل جائے

بلطف سیدِ کونین اور بفضلِ خدا — یہ مرتبہ بھی بپسِ فتح مرتضےٰ کو ملا
ہیں سب تو ابنِ عصر اور ابوالعصر مولا — سب اور طالبِ حق اور حق علیؑ پہ فدا

علیؑ کا ہر عمل حق و نبی کو پیارا ہے
علیؑ کا مرتبہ وہم و گماں سے بالا ہے

علیؑ در شکل لاثانی!

عطائے لطف ربانی علیؑ در شکل لاثانی　　فروغ بزم امکانی علیؑ در شکل لاثانی
عطائے رحمت یزداں ظہور بخشش رحمٰن　　قسیم گنج پنہانی علی در شکل لاثانی
مراد آرزومنداں، متاع جان مشتاقاں　　حبیب ذات سبحانی علی در شکل لاثانی
نشان ذات بیچونی ظہور سر پنہانی　　کمال دست یزدانی علی در شکل لاثانی
کرم بہر گنہگاراں عطا بہر خطاکاراں　　ہمہ تن فضل ربانی علی در شکل لاثانی
معین عالم امکاں ردائے سایۂ رحمٰن　　بعالم ظل سبحانی علی در شکل لاثانی

برنگ حسن یکتائے زمانہ در جہاں خادمؔ
بشان عشق لاثانی علی در شکل لاثانی

سنہ ۱۹۴۴ء　　خادمؔ

سلام

حریمِ ذوالجلالی میں

نہ آیا زیرِ خنجر فرق کچھ شانِ جمالی میں
جسد سرور کا آتا ہے نظر شکلِ ہلالی میں
بوقتِ ذبح بھی سجدے کی خاطر ابنِ حیدرؑ نے
جھکایا مسکرا کر سر حریمِ ذوالجلالی میں

خادم

بارگاہ امام عالیمقام میں سلام و تعظیم

اسلام اے شاہ دشتِ کربلا

اسلام اے شاہ دشت کربلا — اسلام اے ہادی راہ بقا
اسلام اے کشتۂ جور و جفا — اسلام اے صاحب صبر و رضا
اسلام اے زینتِ باغِ جناں — اسلام اے رونق کون و مکاں
اسلام اے راحت جان بتول — اسلام اے نور الابصار رسول
اسلام اے خون و لحم مصطفٰے — اسلام اے روح و جان مرتضٰی
اسلام اے زینت دوش رسول — اسلام اے رونق بیت بتول
اسلام اے جانشیں شاہ دیں — اسلام اے نور ختم المرسلیں
اسلام اے ابن حیدرؑ اسلام — اسلام اے روح صفدر اسلام
اسلام اے رونق بزم نبی — اسلام حضرت حسینؑ ابن علیؑ

اسلام اے خادم قبر نبیؐ
اسلام اے باب ایوان علیؑ

اجمیر القدس — ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء

اے سلامی مانگ لے شبیرؑ سے

اے سلامی مانگ لے شبیرؑ سے
جو تجھے ملتا نہ ہو تقدیر سے

عرض ہے یہ حضرتِ شبیرؑ سے
غم عطا ہو عشق کی جاگیر سے

اسلئے لکھتا ہوں دلبر یا حسینؑ
ہوتی ہے تسکین اس تحریر سے

چشم گریاں تیرے اشکوں کی لڑی
رشتہ رکھتی ہے غم شبیرؑ سے

جب زباں پہ آگیا نام حسینؑ
دل منور ہو گیا تنویر سے

رو میرے دل تجکو رونے کی قسم
ہے اگر الفت غم شبیرؑ سے

پاک ہیں ہر حال میں سب اہلبیت
کھل گیا یہ آیت تطہیر سے

صبر سرور میں نپا کر کچھ کمی
ہو گئے جور و ستم دلگیر سے

ہیں علی اکبرؑ جو ہمشکل نبیؐ
دل بہل جاتا ہے اس تصویر سے

ہاتھ میں قاسمؑ کے ہے سیف علیؑ
کون بچ سکتا ہے اس شمشیر سے

تیری جدہ کے پدر ہیں جب حسینؑ
رشتہ ہے خادم تیرا شبیرؑ سے

امیر القدس۔
۲۸ نومبر ۶۲۶ء

درِ حسینؑ کو دارالسّلام کہتے ہیں

درِ حسینؑ کو دارالسلام کہتے ہیں
مقامِ شاہ کو عالی مقام کہتے ہیں

حسینؑ آپکے نقشِ قدم پہ سر رکھکر
تمام اہلِ محبت سلام کہتے ہیں

یہ آسمانِ محبت کے ضو فشاں تارے
رخِ حسینؑ کو ماہِ تمام کہتے ہیں

کچھ اس ادا سے شہادت کا جام نوش کیا
شہید بھی تمہیں اپنا امام کہتے ہیں

حسینؑ مجھسے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں
یہ دو جہان سے خیر الانام کہتے ہیں

یہ کون کہتا ہے تم تشنہ کام ہو سرور
مقربین تمہیں شاد کام کہتے ہیں

حسینؑ نے جو پلائی وہ مے کہیں نہ ملی
شرابِ شوقِ شہادت کے جام کہتے ہیں

حسینؑ خادمِ مسکیں بھی در پہ حاضر ہے
تمہارے در کو درِ فیضِ عام کہتے ہیں

اجمیر القدس
۲۸ نومبر ۴۶ء

سلامی بارش انوار ہے باغ امامت میں

سلامی بارشِ انوار ہے باغِ امامت میں
شگفتہ پھول سارے ہوگئے شوقِ شہادت میں

بڑھایا جب قدم سرور نے میدانِ شہادت میں
بہارِ خلد چھپنے آگئی پائے امامت میں

چلے شبیر او نگلی تھام کر جب شاہ امت کی
رسالت اور وحدت آگئی دست امامت میں

ہر اک تشنہ دہن نے اسلئے لب سے لگایا ہے
نظر آتا ہے جلوہ ذات کا جامِ شہادت میں۔

شجر سوکھے ہیں گل کملائے ہیں پژمردہ غنچے ہیں
چمن سرور کا لوٹا جارہا ہے دشت غربت میں

حسینؑ ابن علیؑ کی تشنگی سرسبز رکھتی ہے
خزاں کا دور آسکتا نہیں گلزار امامت میں

مصیبت جھیل کر صدمے اٹھا کر خونِ دل پیکر
بہت آسانیاں سرور نے پیدا کیں شفاعت میں

فدا ہونے کو حوران بہشتی آئیں جنت سے
علیؑ اکبر بنے دولہا جو میدان شہادت میں

شہیدان محبت نے مصیبت خود اٹھائی ہے
جب ہی تو کام آتے ہیں وہ ہر اک کے مصیبت میں

مجھے کیوں بیکسی سے اپنی مایوسی ہو اے خادم
معین بیکساں ابن علیؑ ہیں جب مصیبت میں

آگرہ۔ ۲۴ نومبر ۱۹۴۶ء

سلامی جہاں میں خزینہ ہمارا

سلامی جہاں میں خزینہ ہمارا — بفیضِ غمِ شہ ہے سینہ ہمارا
رخِ مرتضیٰؑ جلوہ فرما ہے دل میں — تجلی سے روشن ہے سینہ ہمارا
علیؑ اور حسنینؑ جب ناخدا ہیں — نہیں ڈوب سکتا سفینہ ہمارا
مکیں قلب میں الفتِ پنجتن ہے — خدا کے ہے گھر میں مدینہ ہمارا
کسی حال میں شہ کا دامن نہ چھوٹے — محبت ہے اے دل قرینہ ہمارا
پہونچ جائیں گے بامِ لطفِ علی تک — لڑی ہے یہ اشکوں کی زینہ ہمارا
گرانا نہ شبیرؑ نظروں سے دل کو — شکستہ نہ ہو آبگینہ ہمارا
حسینؑ ابنِ حیدرؑ کے صدقے میں اک دن — کنارے لگے گا سفینہ ہمارا

نبھا لینا شبیرؑ خادم کو اپنے
سمجھ کر یہ ہے اک کمینہ ہمارا

اجمیر القدس — ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء

اے سلامی جلوہ شبیرؑ سے

اے سلامی جلوہ شبیر سے
دل ہوئے ہیں نور کی تصویر سے

جامِ دل میں حب حیدر کی شراب
لائے ہیں میخانۂ شبیرؑ سے

صورت شبیرؑ ہے شکل خدا
حق کو پہچانا اسی تصویر سے

جسکے آگے ہیچ ہیں سب راحتیں
وہ ملی راحت غمِ شبیرؑ سے

دو جہانکی نعمتیں اس غم میں ہیں
کچھ نہیں اچھا غمِ شبیرؑ سے

صبر سرور میں نہ دیکھی جب کمی
جور نے مانگی اماں شبیرؑ سے

تجکو رونے میں خدا ملجائیگا
عشق پیدا کر غمِ شبیرؑ سے

جس کو نقش پائے سرور مل گیا
اوس کو سب کچھ مل گیا تقدیر سے

جب معین سب کے ہیں شاہِ کربلا
کیوں مدد چاہوں میں شبیرؑ سے

کہہ رہے ہیں اشک غم خادم تیرے
رشتہ کچھ تیرا بھی ہے شبیرؑ سے

احمیر القدس

۲۸ نومبر سنہ ۱۹۴۶ء

سلامی آشکارا جب ہوا جلوہ امامت کا

سلامی آشکارا جب ہوا جلوہ امامت کا
جہانِ عشق دم بھرنے لگا شہ کی محبت کا

جو عشقِ شاہ میں کثرت پرستی چھوڑ دیتے ہیں
رہا کرتا ہے اُنپہ سایہ افگن نور وحدت کا

حرم میں اور خاکِ کربلا میں فرق یہ پایا
وہ کعبہ ہے شریعت کا یہ کعبہ ہے محبت کا

شہیدِ کربلا ہے ایک آئینہ دو عالم میں
محمدؐ کی رسالت اور حیدرؑ کی ولایت کا

جو عشقِ شاہ میں رو رو کے اپنی جان کھوتا ہے
بنا دیتا ہے اوسکو فیضِ غم دریا محبت کا

شہیدِ کربلا کو اشقیا نے آکے جب گھیرا
نگاہ دلمیں نقشہ کھچ گیا احمدؐ کی ہجرت کا

نبی زادی ہیں مادر اور پدر ہیں اولیا پرور
امامت کیا ہے جوہر ہے نبوت اور ولایت کا

تہ خنجر امام دو جہاں کے مسکرانے سے
شہید حسن سرور ہو گیا رتبہ شہادت کا

سنان و تیغ کی جھنکار سے آواز آتی ہے
علی اکبرؑ کے سر سہرا ہی میدان شہادت کا

محمدؐ اور علیؑ کی لاج رکھلی شہ نے سر دیکر
رسالت اور ولایت پر یہ احسان ہی امامت کا

دو عالم ہاتھ پھیلائے سر دربار حاضر ہیں
عطا ہو یا حسینؑ ابن علی صدقہ شہادت کا

دو عالم میں کوئی محروم حسا دم رہ نہیں سکتا
معینُ العٰلمین ہے فیض دربار امامت کا

ابن القدس

پہنیسہ ۱۳۴۶ھ

سلامی زندگی قربان کر کے دشت غربت میں

سلامی زندگی قربان کر کے دشت غربت میں
نئی اک روح پھونکی شاہ نے جسم شہادت میں

شہید کربلا کے نقش پا نے رہنمائی کی
قدم جب ڈگمگائے عاشقوں کے راہ الفت میں

گلا جب چومتے ہیں سرورِ دیں ابنِ حیدر کا
شہادت کی مہک آتی ہے گلزار نبوت میں

وہاں جھکتا ہے سر زاہد یہاں سر نذر ہوتا ہے
عبادت ہے شریعت میں شہادت ہے محبت میں

نماز عشق پڑھ کر سرخرو کیسے نہ ہوں غازی
حسینؑ ابن علیؑ کی جب امامت ہی شہادت میں

نہا کے خون میں سر کو کٹا کر چڑھ کے نیزے پر
شہادت لائے ہیں ابنِ علیؑ بیت رسالت میں

علیؑ کے گھر کا بچہ بچہ خود ساقیٔ کوثر ہے
یہ غازی کیا نظر ڈالیں گے پانی پر نقاہت میں

ذبیح ہوتے جو دیکھا شاہ کو بولے ذبیح اللہ
صلہ اس خون کا یارب ملا دے میری سنت میں

یہ قدرت تصدق کر رہا ہے رحمتیں اپنی
حسین ابن علی جو سرخرو آئے ہیں جنت میں

میری مشکل بھی آساں کیجئے مشکلکشا والے
ہمیشہ کام آئے آپ ہر اک کے مصیبت میں

مجھے کچھ غم نہیں خادم کسی مشکل کا عالم میں
مددگار و معین مشکلکشا ہیں ہر مصیبت میں

احمد القدس
۲۴ نومبر سنہ ۱۹۴۶ء

در علیؑ کا سلامی جو میں بھکاری ہوں

در علی کا سلامی جو میں بھکاری ہوں — غم جہان سے فارغ بفضل باری ہوں
کیا حسین نے جب شکر حق تہ خنجر — کہا یہ چور نے میں صبر شہ سے عاری ہوں
در حسینؑ میرا قبلہ میرا کعبہ ہے — در حسینؑ کا میں بے نوا پجاری ہوں
نماز شکر ادا کرتا ہوں مصیبت میں — میں نقش پائے شہ دیں کا پجاری ہوں
غم حسینؑ یہ کہتا ہے ذرّے ذرّے سے — جہاں نوار میں بنکر جہانپہ طاری ہوں
غم حسینؑ کی جب سے مجھے ملی نعمت — خدا کا شکر ہے مصروف اشکباری ہوں
غم حسینؑ میرا جب سے غمگسار رہا — میں غمزدوں کیلئے وقف غمگساری ہوں
میں دل کی پیاس بجھاتا ہوں اپنے اشکوں سے — غم حسینؑ میں مصروفِ آہ و زاری ہوں
غم حسینؑ یہ کہتا ہے رونے والوں سے — میں غم کی شکل میں انعام فضل باری ہوں

جھکیں نہ کیوں میرے قدمونمیں تاج والے سر
در حسینؑ کا خادم ہوں میں بھکاری ہوں

احمیر القدس — ۶ دسمبر ۱۹۴۶ء

اے سلامی ماہ حیدر کا اوجالا ہوگیا

اے سلامی ماہ حیدر کا اوجالا ہوگیا
نور یزداں سے منور قلب سب کا ہوگیا

کعبۂ مقصود ہے حیدر کی خاکِ آستاں
منھ پہ میں یہ خاک مل کے کعبے والا ہوگیا

جب نبیؐ کے دوش کی شبیر زینت بن گئے
رتبۂ معراج امامت کا دوبالا ہوگیا

جب سے آنکھیں ہوگئیں گریاں غمِ شبیرؑ میں
میرا مونس دو جہاں میں لطف مولا ہوگیا

طے کی اس انداز سے راہِ وفا تو نے حسینؑ
اولیا کیا انبیاء میں بھی نرالا ہوگیا

ختم معراج شہادت اور امامت ہوگئی
شہ کا رتبہ چڑھ کے نیزے پہ دوبالا ہوگیا

ہر طرف سے آ کے گھیرا جب غم و اندوہ نے
لطفِ شاہِ کربلا غمخوار میرا ہوگیا

اے غمِ حسینؑ جب سے تو انیسِ دل ہوا
زندگی اور موت کا میری سہارا ہوگیا

چھوڑ کر باطل پرستی ہوگیا واصل بحق
صدقے ہو کے شہ پہ حُر اللہ والا ہوگیا

لینے سر آیا تھا لیکن سر تصدق کر دیا
دم زدن میں حُر سا ناری نور والا ہوگیا

غمکدہ خادم میرا گلزار جنت کا بنا
جب مددگار و معین حیدر کا پیارا ہوگیا

اجمیر القدس — ۳۰ نومبر ۱۹۴۶ء

مجرئی حضرتِ شبّیر کا درباری ہوں

مجرئی حضرتِ شبّیر کا درباری ہوں — اسلئے میں غمِ دنیا پہ سدا بھاری ہوں
آتشِ الفتِ شبّیر ہے دل میں روشن — نار بجھ جائیگی جس نار سے وہ ناری ہوں
حرم و دیر سے رشتہ نہیں اشکو نکا مرے — کافرِ عشق ہوں شبّیر کا زناری ہوں
روتے روتے جو غمِ شہ میں ہوا خشک دہن — چشمۂ فیض یہ کہنے لگا میں جاری ہوں

کربلا والے کا جب نوحہ ہے خادم دلمیں
غم نہیں مجکو جو مصروفِ سیہ کاری ہوں

اجمیر القدس — ۶ دسمبر ۱۹۲۶ء

سلامی فیض کی بارش ہے دربارِ امامت میں

سلامی فیض کی بارش ہے دربارِ امامت میں
پلاتے ہیں یہاں آبِ بقا جامِ شہادت میں

حسین ابن علی سایہ فگن ہونگے قیامت میں
اماں مل جائیگی امت کو دامانِ شہادت میں

شہِ مظلوم کا صدقہ بٹے گا حوضِ کوثر پر
دیئے جائینگے ساغر سبکو میدانِ قیامت میں

چلے انگلی پکڑ کے جب نبی کی کربلا والے
نبوت کے خزانے آگئے دستِ امامت میں

وہ معراجِ رسالت تھی جہاں دل نے سکون پایا
یہ معراجِ امامت ہے جہاں دل ہے مصیبت میں

نہ سمجھو یہ شہیدانِ رضا کے سر ہیں نیزوں پر
لگائے جارہے ہیں چاند معراجِ امامت میں

نہیں کچھ آبرو انکی نظر میں آبِ دریا کی
شرابِ تشنگی پیتے ہیں جو جامِ شہادت میں

سبق سب کو یہ ملتا ہے شہیدوں کی شہادت سے
کمالِ بندگی ہے جان دیدینا محبت میں

خطاکارانِ امت کو ملا جب حکم دوزخ کا
نگاہِ لطفِ سرور اٹھ گئی سب کی حمایت میں

شہیدِ کربلا جب مسکراتے دشت میں آئے
شہادت کی حقیقت کھل گئی سب پر حقیقت میں

نہ کر خوف و خطر رنج و الم کا دہر میں خادم
معینِ بیکساں ہیں ابنِ حیدر ہر مصیبت میں

اجمیر اقدس

۲۵ نومبر ۱۹۲۶ء

سلامی جو غم شبیرؑ میں آنسو بہاتے ہیں

سلامی جو غم شبیرؑ میں آنسو بہاتے ہیں
اونہیں ہولائے عالم ساغر کوثر پلاتے ہیں

بروز حشر یوسفؑ انکو سینے سے لگاتے ہیں
جو سر دیکر نبیؐ کے دین کی عصمت بچاتے ہیں

فنا فی الذات ہو کر تا ابد رہتے ہیں وہ باقی
خدا کی راہ میں جو بے تکلف سر کٹاتے ہیں

ردائے ظل سبحانی کا سایہ سر پہ ہوتا ہے
حسینؑ ابن علیؑ جب دشت میں تشریف لاتے ہیں

فرشتے کیوں نہ چومیں انکے قدموں کو سر محشر
جو میدان رضا میں زیر خنجر سر جھکاتے ہیں

تصور ہے جو دل میں نقش پائے شہ کا اے خادم
ہم اپنے سر پہ تاج سروری موجود پاتے ہیں

بمقام آگرہ
سنہ ۱۹۳۰ء

شاہِ دیں کے غم میں جو آنسو نکالے جائیں گے

شاہِ دیں کے غم میں جو آنسو نکالے جائینگے — اپنی پلکوں سے ملک انکو اٹھا لے جائینگے
حشر میں اس شان سے وہ شان والے جائینگے — دوش پر اپنے محمد مصطفیٰ لے جائینگے
تیر کھانے کیلئے نازوں کے پالے جائینگے — موت کے آغوش میں اب گود والے جائینگے
کوئی پرکھے تو یہی انداز تسلیم و رضا — مرسلوں سے فوق شاہ کربلا لے جائینگے
جب ذبیح اللہ دیکھیں گے کمی تکمیل میں — چند بوندیں خون اکبر کی اٹھا لے جائینگے
نوجواں نے جان دیکر رن میں بازی جیت لی — کھیلنے کو تیر سے اب گود والے جائینگے
بے وطن پیاسوں کی خاطر دیدۂ پر آب سے — اشکِ غم کہتے ہیں ہم دریا بہا لے جائینگے

ماتمِ شبیر کا خادم ملے گا یہ صلہ
خلد میں ہنستے ہوئے یہ رونے والے جائینگے

بمقام آگرہ — سنہ ۱۹۳۰ء

ابنِ علیؑ کے غم میں آشفتہ سر رہے ہیں

ابنِ علیؑ کے غم میں آشفتہ سر رہے ہیں
پر خون دل رہے ہیں ٹکڑے جگر رہے ہیں

خلد بریں سجا کر رضواں ہوا ہے حاضر
خوں میں نہا نہا کر اکبرؑ سنور رہے ہیں

یوں خاک و خوں میں غلطاں انکا ہو جسم اطہر
برسوں جو بوسہ گاہ خیر البشر رہے ہیں

ان کا عروج عیسٰی سولی پہ دیکھتے ہیں
تشنہ دہن جو رن میں نیزوں پہ سر رہے ہیں

آنسو بہا رہی ہیں آنکھیں نبی کی خادمؔ
پیاسے جو رن میں انکے لختِ جگر رہے ہیں

بمقام آگرہ
۱۹۳۰ء

سلامی جو غمِ شبیرؑ میں آنسو بہاتے ہیں

(۲)

سلامی جو غمِ شبیرؑ میں آنسو بہاتے ہیں
وہ دربارِ علیؑ میں آبرو اپنی بڑھاتے ہیں

یہ کس کے لختِ دل کی کربلا میں آج آمد ہے
نبیؐ سایہ فگن ہیں اور علیؑ آنکھیں بچھاتے ہیں

یہ کس مظلوم کا لختِ جگر رن میں ہوا زخمی
نبیؐ ہیں گود پھیلائے علیؑ دامن بچھاتے ہیں

یہ کس مظلوم کی میّت ہے بے گور و کفن رکھی
نبیؐ کملی اڑھاتے ہیں علیؑ تربت بناتے ہیں

شہیدِ کربلا کے نام پر جاری ہیں یہ صدقے
نبیؐ جنت دلاتے ہیں علیؑ کوثر پلاتے ہیں

چمن بادِ خزاں نے آج لوٹا کس کا مقتل ہیں
نبیؐ پژمردہ خاطر ہیں علیؑ کملائے جاتے ہیں

شہیدِ کربلا کا واقعہ اور تیرا منہ خادمؔ
نبیؐ گویائی دیتے ہیں علیؑ مضمون بتاتے ہیں

بمقام آگرہ — سنہ ۱۹۳۰ء

سلامی غنچۂ دل کھل گیا آنسو بہانے سے

سلامی غنچۂ دل کھل گیا آنسو بہانے سے — ہرا باغ محبت ہو گیا پانی پلانے سے
زمیں کربلا کہتی ہے یہ سارے زمانے سے — ہزاروں آستانے بن گئے اک بے ٹھکانے سے
ازل سے تشنۂ دیدار رب العلمین جو ہیں — بجھے گی انکے دل کی پیاس کیا پانی پلانے سے
نبیؐ کے دوش کی زینت علیؑ کی گود کی رونق — نرالی شان ہے شبیرؑ کی سارے زمانے سے
کہا یہ عشق کی جاویدگی نے ظلم سے آکر — شبیہ حسن احمدؐ مٹ نہیں سکتی مٹانے سے

نماز عشق کی تکمیل ہو جاتی ہے اے خادم
شہید کربلا کی یاد میں آنسو بہانے سے

بمقام آگرہ

سنہ ۱۹۳۰ء

سلامی جان ایمان ہیں محمدؐ مصطفےٰ والے

سلامی جان ایماں ہیں محمدؐ مصطفےٰ والے
روان و روح قرآں ہیں علیؑ مرتضیٰ والے

اُدھر دکھلا رہے تھے سرکشی جور و جفا والے
اِدھر تھے سر بسجدہ سامنے رب کے خدا والے

طریقہ ظلم کا سکھلا گئے جور و جفا والے
سبق صبر و رضا کا دے گئے صبر و رضا والے

دکھائی بوترابی شان جب عالم کی مجلس میں
تمہاری خاک در سے بن گئے لاکھوں خدا والے

بہت مشکل تھا بچنا دین کی عصمت کا فاسق سے
بچا لیتے نہ سر دیکر اگر مشکلکشا والے

ذبیح اللہ کی سنت مکمل کر کے دکھلا دی
خدا کی راہ میں سر دے گئے اپنا خدا والے

بہت مشکل تھی بخشش امت عاصی کی اے خادم
مگر مشکل کو آساں کر گئے مشکلکشا والے

اجمیر القدس
سنہ ۱۹۳۵ء

حسینؑ ابنِ علیؑ خیمے سے جب باہر نکلتے ہیں

حسینؑ ابن علیؑ خیمے سے جب باہر نکلتے ہیں
فرشتے آسماں سے مضطرب ہو کر نکلتے ہیں

عروج حضرت عیسیٰ نظر آتا ہے حیراں سا
جو نیزوں پر شہیدانِ رضا کے سر نکلتے ہیں

زمیں ہے پانی پانی شرم سے مہماں کے قدموں میں
جو پیاسے کربلا میں ساقیٔ کوثر نکلتے ہیں

یہ بیت اللہ سے مقبولیت کہتی ہوئی آئی
نمازِ عشق پڑھنے کیلئے سرور نکلتے ہیں

یہ غل ہے حشر میں خادمؔ بجھیگی پیاس پیاسوں کی
شہید کربلا اب بر سرِ محشر نکلتے ہیں

آگرہ

سنہ ۱۹۳۰ء

سلامی جس کو حاصل الفتِ شبیر ہوتی ہے

سلامی جس کو حاصل الفتِ شبیر ہوتی ہے ۔۔۔ اوسی کی خلد سب سے پیشتر جاگیر ہوتی ہے
محب شاہ کی محشر میں یہ توقیر ہوتی ہے

دلوں کو اپنے ذکر شاہ سے آباد کرتے ہیں ۔۔۔ یہاں والے وہاں والے سب انکو یاد کرتے ہیں
زمیں کیا عرش پر بھی مجلس شبیرؑ ہوتی ہے

فراموشی کے عالم میں میں سبکو بھولجاتا ہوں ۔۔۔ مگر شکل محمد مصطفےٰ موجود پاتا ہوں
نظر کے سامنے آکر کی جب تصویر ہوتی ہے

گلا ہے خشک آنکھیں تر لہو زخموں سے بہتا ہے ۔۔۔ حسینؑ ابن علیؑ کو دیکھکر ہر اک یہ کہتا ہے
نماز عشق اس طرح تہ شمشیر ہوتی ہے

کمال عبدیت ابن علیؑ اپنا دکھاتا ہے ۔۔۔ خدا کے سامنے اس وقت بھی سر کو جھکاتا ہے
گلے پر سبط پیغمبرؐ کے جب شمشیر ہوتی ہے

علیؑ مرتضیٰ دارد محمد مصطفےٰ دارد ۔۔۔ خدا خود جب آل حضرت خیرالوریٰ دارد
یہ خادم سیدہ کے لعل کی توقیر ہوتی ہے

اجمیر القدس ۔۔۔ ۱۹۲۵ء

سلامی اقلیم حق کا سلطان حرم سے آتا ہے کربلا میں

سلامی اقلیم حق کا سلطان حرم سے آتا ہے کربلا میں
جو نقشِ باطل کا ہے پجاری وہ منہ چھپاتا ہے کربلا میں

خدا کی رحمت ہے سایہ افگن نبیؐ کا دست کرم ہی سر پہ
صدا یہ کعبے سے آرہی ہے حسینؑ آتا ہے کربلا میں

قرآن ناطق کی گویا صورت ہر ایک ناظر کے سامنے ہے
امام برحق کا روئے اقدس نظر جو آتا ہے کربلا میں

جسے یہیں دیکھنا ہو جنت وہ آ کے قدموں میں سر جھکائے
حسینؑ کا نقشِ پا سوز کر جناں بتاتا ہے کربلا میں

صدا یہ میدان ہو سے آئی کہ ہو میں ہے شاہد معانی
وہ گنج رحمت کو لوٹ لے گا جو لٹنے آتا ہے کربلا میں

فرات کا پانی بند کر لے سے صابروں کو نہ ہوگی کلفت
خدا تو رحمت کا اپنی دریا سدا بہاتا ہے کربلا میں

جو پیتے ہیں شربت شہادت وہ کیسے پانی کو منہ لگائیں
خدا کے کعبے کا آبِ زمزم یہ کہتا جاتا ہے کربلا میں

ہر اک صابر سے نامرادی مراد بن کر یہ کہہ رہی ہے
حسینؑ ساری مرادیں کھو کر مراد پاتا ہے کربلا میں

امامِ عالم جہاں کا سرور نبیؐ کا پیارا علیؑ کا دلبر
نہا کے خوں میں زمیں پہ گر کر عروج پاتا ہے کربلا میں

عرب کی مہماں نوازیوں نے جہاں میں ماتم کیا ہے برپا
حسینؑ مظلوم بھوکا پیاسا جو زخم کھاتا ہے کربلا میں

کسی کو اب تک نہیں ملا ہے نہ کوئی آئندہ پاسکیگا
خدا سے وہ تاجِ کامرانی جو شاہ پاتا ہے کربلا میں

عطا ہو کچھ صدقۂ شہادت معینِ عالم سخا کے دریا
گدائے دریا حسینؑ تیرا صدا لگاتا ہے کربلا میں

خدا کے دربار میں پہونچکر روانِ حر کہہ رہی ہے خادم
حسینؑ اپنے گدائے در کو ولی بناتا ہے کربلا میں

اجمیر اقدس — سنہ ۱۹۴۵ء

ہم سلامی یوں ہیں شاہ کربلا کے سامنے

ہم سلامی یوں ہیں شاہ کربلا کے سامنے
جیسے بندے ہوں کسی اپنے خدا کے سامنے

رد ہیں حملے جور کے سیف خدا کے سامنے
ظلم کی چلتی نہیں حکم قضا کے سامنے

کربلا میں جب ہوا نظارۂ جور و وفا
ہر جفا مجبور تھی شہ کی وفا کے سامنے

مٹ گیا نقشہ ستم کا صبر باقی رہیگا
ظلم کشتہ ہو گیا تیغ رضا کے سامنے

پیش ماہ مرتضیٰ یوں شام کی افواج تھیں
جیسے ظلمت ہو تجلیٔ خدا کے سامنے

ایک سجدے میں خدائی مل گئی شبیر کو
زیر خنجر جب جھکایا سر خدا کے سامنے

کہہ رہی ہے کربلا میں شہ کی شان سرمدی
سب فنا ہو جائینگے اہل بقا کے سامنے

مشکلات دین و دنیا کا نہیں کچھ غم مجھے
مشکلیں کیا ہیں میرے مشکل کشا کے سامنے

روز محشر مل گیا دامن اگر شبیر کا
سرخرو ہو جاؤنگا اپنے خدا کے سامنے

دیکھئے خادم کو کیا دیتے ہیں شاہ کربلا
دامن دل اس کا ہے دست عطا کے سامنے

اجمیر اقدس — ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء

اے سلامی دل شہیدِ کربلا کیسا تھ ہے

اے سلامی دل شہیدِ کربلا کیسا تھ ہے
جان میری حضرتِ شیرِ خدا کیسا تھ ہے

شام کی کالی گھٹا اہل جفا کیسا تھ ہے
نور صبح دلکشا اہل وفا کیسا تھ ہے

لعنت جبار ہر اہل خطا کے ساتھ ہے
رحمت غفار شاہ کربلا کیسا تھ ہے

دوزخ پُر نار فوج اشقیا کے ساتھ ہے
جنت الماوی شہید کربلا کیسا تھ ہے

حُر کے دل سے کہہ رہی ہے باغ جنت کی فضا
مرکے جینے کا مزا اہل بقا کیسا تھ ہے

جھک گیا جب حُر کا سر پیش امام آئی ندا
اب خدا ہے ساتھ اور تو خدا کیسا تھ ہے

دیکھنے میں سرزمین کربلا سے دور ہوں
دل مگر میرا شہید کربلا کیسا تھ ہے

رات دن جو ہے میسر لطف شہ بدفنا دیں
دل ہمارا اپنے دلکے مدعا کیسا تھ ہے

اس سے بڑھکر اور کیا بندے پہ ہو نا لطف خاص
پُر خطا ہو کر بھی شاہ کربلا کیسا تھ ہے

خادم اپنی بیکسی سے کیوں ہے اتنا مضطرب
لطفِ شاہ کربلا ہر بے نوا کے ساتھ ہے

احمیر القدس

دسمبر ۱۹۴۶ء

اے سلامی شاہ کی شمشیر سے

اے سلامی شاہ کی شمشیر سے
اشقیا ہیں سنگ کی تصویر سے

بزدلانِ شام شہ کے سامنے
پھرتے ہیں چھپتے ہوئے نخچیر سے

شیر کے بدلے علی اصغر شہید
اپنا خون پیتے ہیں نوک تیر سے

آ رہی ہے ماتم شہ کی صدا
عابد بیمار کی زنجیر سے

حضرتِ حُر کو شہید ناز نے
کر دیا بسمل نظر کے تیر سے

اشکِ غم آنکھوں میں ملیں یا دیے
اور اب کیا مانگئے شبیرؑ سے

جب عطائے رب ہیں شاہ کربلا
مانگ سب کچھ حضرتِ شبیرؑ سے

دنیاوی ثروت کا تخت و تاج کا
کیا تقابل شاہ کی توقیر سے

دولتِ کونین بٹتی ہے یہاں
مانگ جو ہے مانگنا شبیرؑ سے

جب معین المذنبین شبیرؑ ہیں
کیوں ڈروں اپنی کسی تقصیر سے

سب کے دامن بھرتے ہیں ابنِ علیؑ
مانگ خادم تو بھی کچھ شبیرؑ سے

ہے ماہ علیؑ جو خزینہ ہمارا

ہے ماہ علیؑ جو خزینہ ہمارا
بنا جلوۂ طور سینہ ہمارا

نہ ہوگا لٹانے سے کم تا قیامت
ولائے علیؑ ہے خزینہ ہمارا

غم شہ کی دولت ہے غمخوار عالم
معین جہاں ہے خزینہ ہمارا

رہ عشق شاہ شہیداں میں اے غم
بہے خون بنکر پسینہ ہمارا

ہوا جب سے آل محمدؐ کا مسکن
بنا کربلا میں مدینہ ہمارا

کریں اسکو کندہ نہ کیوں لوح دل پر
جمال علیؑ ہے نگینہ ہمارا

کرم کی نظر یا علیؑ ہم پہ رکھنا
تمہارا کرم ہے خزینہ ہمارا

متاع دو عالم ہیں حسنین خادمؔ
رخ مرتضےٰ ہے خزینہ ہمارا

خادمؔ

درِ حسینؑ کو جنت مقام کہتے ہیں

درِ حسینؑ کو جنت مقام کہتے ہیں
مکان خلد کو بیت امام کہتے ہیں

نکیر پوچھیگا جب قبر میں تو کہہ دونگا
مجھے امام جہاں کا غلام کہتے ہیں

حسینؑ تم سے شہادت میں چار چاند لگے
جہان عشق میں سب خاص عام کہتے ہیں

مٹا ہوا ہے زمانہ تیری شہادت پر
تجھے شہید وفا خاص و عام کہتے ہیں

حسینؑ اپنے غلاموں کی لاج رکھہ لینا
معین اپنا سمجھکر غلام کہتے ہیں

وہ رہنمائی کی تم نے رہ شہادت میں
کہ سب امام بھی اپنا امام کہتے ہیں

تمہیں شہید رضا ہو کے وہ مقام ملا
جسے ملائکہ اعلیٰ مقام کہتے ہیں

حسینؑ آپ کے نقش قدم پہ مٹ مٹ کر
دلوں کی خاک کے ذرے سلام کہتے ہیں

خدا کا شکر ہے خادم مجھے سب اہل دل
حسین ابنِ علیؑ کا غلام کہتے ہیں

اے سلامی بزم عرفاں میں جب آتے ہیں حسینؓ

اے سلامی بزم عرفاں میں جب آتے ہیں حسینؓ
عارفوں کو جام عرفاں کے پلاتے ہیں حسینؓ

تشنگان دید کے سیراب ہو جاتے ہیں دل
جب نگاہ شوق کو جلوہ دکھاتے ہیں حسینؓ

تو نے وہ معراج پائی ہے نبیؐ کے دوش پر
اولیا سب تیرے در پہ سر جھکاتے ہیں حسینؓ

بخشتا ہے اونہیں فیض قدم دل کی نظر
آپ کے قدموں میں جو آنکھیں بچھاتے ہیں حسینؓ

جس کو پینا ہو وہ پی لے ساغر آب بقا
اپنے در پہ فیض کا دریا بہاتے ہیں حسینؓ

اولیا و اصفیا قرباں کیوں انپہ نہ ہوں
جب خدا و مصطفیٰ دونوں کو بھاتے ہیں حسینؓ

اہل الفت کو دکھا دیتے ہیں اپنا نقش پا
منزل صبر و رضا یوں طے کراتے ہیں حسینؓ

بخشدیتے ہیں اونہیں تاج ولایت مرتضےٰ
تیرے باب فیض پر جو سر جھکاتے ہیں حسینؓ

قلب پر اونکے ہوا کرتی ہے بارش نور کی
آپکی الفت میں جو آنسو بہاتے ہیں حسینؓ

تیری مشکل میں بھی کام آئینگے ابن مرتضےٰ
ہر گدا کے لیے تو اسکے کام آتے ہیں حسینؓ

کشتگان عشق کو ملتی ہے تازہ زندگی
روئے انور اپنا جب خادمؔ دکھاتے ہیں حسینؓ

سوز و قطعات وغیرہ

منزل شہادت

چلے جو ابنِ علیؑ منزلِ شہادت میں
بلند شور ہوا عالمِ محبت میں
دیا حسینؑ نے جب سر خدا کی طاعت میں
ندا یہ عرش سے آئی جہانِ الفت میں

مثال جس کی نہیں یہ وہ ذبحِ اکبر ہے
حسینؑ دونوں جہاں میں ہر اک سے برتر ہے

خادمؔ

فرمان رسولؐ

ہوا رسول کا فرمان یہ سے امّت
کہ لازمی ہے میرے اہلبیت کی طاعت
جو ان سے بغض رکھے گا نہ پائیگا جنت
ہر اک کو چاہئے ان سے کیا کرے الفت

علیؑ و فاطمہ حسنینؑ میری عترت ہیں
فدا جو انپہ ہیں وہ ساکنان جنت ہیں

قول رسولؐ

کہا رسولؐ نے اک روز از رہ شفقت
میں چھوڑ جاؤں گا دو نعمتیں پئے امت
ہے ایک ان میں سے قرآن دوسری عترت
جو ان کو تھامے گا مضبوط پائے گا جنت

علیؑ ہیں بولتا قرآن گر حقیقت میں
تو ہیں حسینؑ و حسنؑ مصطفےؐ کی عترت میں

عبادت

کیا یہ عائشہ صدیقہ نے پدر سے سوال
کہ بابا مجھکو بتا دیجئے اس کا پورا حال
ہمیشہ دیکھتے رہتے ہو کیوں علیؑ کا جمال
ہمارے گھر میں جب آ جاتے ہیں وہ نیک خصال

دیا جواب یہ فرمان شاہ امت ہے
علیؑ کا دیکھنا اللہ کی عبادت ہے

تضمین

کہا ابن حیدرؑ نے اے رب عالم
رضا جوئی تیری ہے سب سے مقدم
اگر تو ہمیشہ رہے مجھ سے خرم
نہ ہو جان جانے کا مجھ کو ذرا غم

بتیغ ادائے تو سر می فروشم
بنوک سنانت جگر می فروشم

دعا

قبول ہو یہ دعا بارگاہ داور میں
علیؑ کے جلوے رہیں میرے قلب کے گھر میں
سلالے علیؑ مجھکو جب ہو گور تیرہ میں
رہوں ہمیشہ میں مدہوش حب حیدر میں

علیؑ کا دست کرم سر پہ سایہ افگن ہو
بروز حشر یہ خادم بھی زیر دامن ہو

ہجرت رسولؐ

نبیؐ نے ہجرت طیبہ کا حکم جب پایا
علیؑ سے اپنی جگہ پہ لیٹنے کو فرمایا
مفسرین نے قرآں میں یہ بتلایا
علیؑ کیواسطے فرمان رب کا یہ آیا

تمام لوگوں میں اک میرا بندہ ایسا ہے
مری رضا کیلئے جو کہ جان بیچتا ہے

سیدالشہدا کی رباعی کا ترجمہ

وہ سرزمین ہے محبوب کبریا کی قسم
جہاں رباب و سکینہ ہوں سامنے ہر دم
ہزار لوگ ملامت کیا کریں پیہم
مجھے جو دونوں سے الفت ہے، وہ نہ ہو گی کم
کبھی میں انکو نہ چھوڑونگا کبریا کی قسم
اگرچہ خاک میں ملجاؤں میں نہیں کچھ غم
کسی کی بات میں اس باب میں نہ مانوں گا
تصدق انپہ زر و مال اپنا کروں گا

۱۹۳۵ء خادم

تضمین

حسینؑ نے دعا کی بحضور رب العزت
تیرے در سے یا الٰہی ملے ساغر محبت
ہو ہمارے خوں سے رنگیں تیرا گلشن شہادت
نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

حدیث از حضرت عائشہ صدیقہؓ

عائشہؓ بی بی سے روایت ہے کہ یہ ارشاد شاہ امت ہے
دشمنی جو علیؑ سے رکھتا ہے اس کو اللہ سے خصومت ہے

۱۹۴۵ء خادم

حدیث از حضرت سعدؓ

سعدؓ سے یہ حدیث ہاتھ آئی یعنی شہ نے یہ بات فرمائی
جس نے ایذا مرے علیؑ کو دی اس نے تکلیف مجھ کو پہونچائی

۱۹۴۵ء خادم

حدیث از حضرت عمرؓ

جنھوں نے عمر بھر انصاف اور عدل کیا وہی عمرؓ نے یہ قول رسولؐ نقل کیا
یہ ہے رسولؐ کا ارشاد کہ کسی نے بھی علیؑ کی طرح سے کب اکتساب فضل کیا

خادم

قربان حق

اک طرف دنیا کی سب دولت تھی اور آرام تھا دوسری جانب نبیؐ کے دین کا پیغام تھا
دولت و دنیا نہ لی قربان حق سر کر دیا خادم یا حسینؑ ابن علیؑ یہ آپ ہی کا کام تھا

حدیث از حضرت ابن عباسؓ

ابن عباس سے روایت ہے
یہ حدیث شفیع امت ہے

حکم رب سے تمام امت پر
فرض ہم پنجتن کی طاعت ہے

۱۹۴۵ء
خادمؔ

حدیث از حضرت انسؓ

انس پاک خادم اسلام
یہ سناتے ہیں مصطفےٰ کا پیام

پنجتن سے جسے خصومت ہو
اُس پہ میری شفاعت ہوگی حرام

حدیث از حضرت بریدہؓ

نبی کا کہنا بریدہ نے یہ سنایا ہے
حدیث پاک میں یعنی کہ ایسا آیا ہے

علیؑ کی شان کو جسنے بھی کچھ کیا ہے کم
تو اس نے گویا مری شان کو گھٹایا ہے

۱۹۴۵ء
خادمؔ

سلامٌ علیٰ آلِ لیسین آیا

کسی کے وہ رتبہ کہاں ہاتھ آیا
جو ان اہلبیت محمدؐ نے پایا

انھیں کیلئے صاف قرآن میں خادمؔ
سلامٌ علیٰ آلِ لیسین آیا

۱۹۴۵ء
خادمؔ

ترجمہ رباعی خواجہ معین الدینؒ اجمیری

حسینؑ آپ نے کیا کام اختیار کیا ، تمام گلشن احمدؐ کو پُر بہار کیا
کسی یزیؔ سے جو سر زد ہوا نہیں اب تک ، وہ کام آپ نے اے حق کے جانثار کیا

دسمبر ١٩٤٦ء ، خادم

ترجمہ رباعی حضرت خواجہ غریب نوازؒ اجمیری

شاہ ہیں اور شاہ سے برتر حسینؑ ، دین ہیں اور دین کے رہبر حسینؑ
سر دیا لیکن نہ کی بیعت قبول ، ہیں بنائے لا الٰہ سرور حسین

دسمبر ١٩٤٦ء ، خادم

مئے رفعت

جب زیر تیغ بیشِ خدا سر جھکا دیا ، عظمت نے ساغرِ مے رفعت عطا کیا
پیاسے کو پیاس کی بجھانا تھی اسلئے ، میخانہ بھر کے جام میں ساقی نے پی لیا

سنہ ١٩٤٦ ، ١٣٦٦ ، خادم

حضرت قاسمؑ

بیج ظلم و جور کا دنیا میں بے دین بو گیا　　صبر والا ظلم سہ کر حق سے واصل ہو گیا
خاک و خوں سے کھیل کر قاسمؑ ہیں یوں آرام میں　　جیسے آغوش شفق میں ماہ کامل ہو گیا

دسمبر ۱۹۴۶ء　　خادم

ماہِ کامل

حجاب بیچ میں کوئی نہ حد فاصل ہے　　حسینؑ ابن علیؑ اپنے رب سے واصل ہے
سر امام چڑھا نیزے پہ تو آئی ندا　　حسینؑ برج شہادت میں ماہ کامل ہے

۱۹۴۶ء　　خادم

صاحب معراج ہو گئے

ابن علیؑ شہید رضا آج ہو گئے　　سر دیکے دو جہان کے تاج ہو گئے
نیزے پہ چڑھ کے عرش کی سب رفعتیں ملیں　　فرش زمیں پہ صاحب معراج ہو گئے

۱۹۴۶ء　　خادم

تکمیل معراج رسالت

اگرچہ ہو چکی تھی عرش پر معراج قربت کی — یہ باقی تھا زمیں والے بھی دیکھیں شان رفعت کی
چڑھا نیزے پہ جب سر شاہ کا بولے فلک والے — ہوئی تکمیل اس صورت سے معراج رسالت کی

سنہ ۱۹۴۶ء — خادم

اہل دیں کے سردار ہو گئے

ابن علی ہر ایک کے غمخوار ہو گئے — روز جزا کے مالک و مختار ہو گئے
بے سر کے جسم دین تھا تیغ فجور سے — سر دے کے اہل دیں کے سردار ہو گئے

خادم

حجازی چاند

چھا گیا شام کی ظلمت پہ جب حجازی چاند — ہو گئے ظلم شرربار کے سب شعلے ماند
چمکی جب سیف علیؑ دور ہوئی ظلمت جور — دیو پیکر ہوئے اس سیفی کے آگے درماند

دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء — خادم

تمام شد

حضرت خادم کی چند دیگر تصانیف

نبوت رسول سرور عالم کی نبوت شریف کے صحیح حالات مستند روایات سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۱۲

وفات رسول سرور عالم کی وفات شریف کے حالات مستند روایات سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۴

ہجرت رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ تشریف لیجانے کے صحیح حالات مستند روایات اور تاریخ سے مرتب کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴

فاتح خیبر مناقب شیر خدا اور جنگ خیبر کے ولولہ انگیز مستند حالات ۱۰۵ بند میں نظم کئے گئے ہیں اردو ادب میں ایک مستقل اضافہ ہے۔ قیمت فی جلد ۸

تذکرہ حضرت گدڑی شاہ بابا اجمیر کے مشہور بافیض درویش کے حالات زندگی نہایت دلکشی کے ساتھ نثر میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۸

سلطان المصر حضرت سید احمد البدوی قدس سرہ کی مبارک زندگی کے حالات عربی رسالہ سے اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں قیمت ۴

صوت سرمدی حضرت خادم کے چند قسم کے کلام کا مجموعہ ہے، یعنی یہ مطبوعہ نعت سوز و سلام غزلیات کا حامل ہے۔ کاپی سائز قیمت فی جلد مجلد ہے غیر مجلد ۱۲

تذکرہ حضرت مخدوم سما رالدین سہروردی مہرولوی کے سوانح حیات بعد تحقیق و تلاش یکجا کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸

ملنے کا پتہ:- **شعبۂ اشاعت معینی گدڑی شاہی کمیٹی جہالرہ اجمیر شریف**

٨٩١٦٨٣١٠٢٢ ج ح

اخر درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب
مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے
زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ
یومیہ لیا جائیگا۔

٩١٩٢٩

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس انتظامی
مجالس تعلیمات نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ
دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔
اور اراکین دارالترجمہ رجسٹرڈ شدہ دو کتابیں ایم اے اور ایل ایل بی و تحقیقات کے طلبہ

۳۔ طلباء میں ایم اے، ایل ایل بی چار کتابیں اپنے پاس رکھ سکینگے۔
طلباء میں کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے اور طلبہ بحساب
کے طلبہ تین کتابیں اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ دو کتابیں جاری کی جا سکینگی مگر اس غرض
طلبہ پانچ کتابیں

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس لیا جائیگا۔
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ

۵۔ بشرط موقع کتابیں کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
کتب خانہ میں کتابیں گم ہو جائیں تو تشہیر ذمہ داری

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت ادا کرنی ہوگی۔
جاری ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکینگی۔ فقط